ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



# فسخِ نکاح: اسلامی فقہ میں اصول، فقہاءِ اربعہ کے مواقف اور پاکستانی عدالتی نظام میں تطبیق۔ تحقیقی و تقابلی مطالعہ

# *Dissolution of Marriage (Faskh-e-Nikah): Principles in Islamic Jurisprudence, Positions of the Four Imams and Application in the Pakistani Judicial System – A Research and Comparative Study*

***Muhammad Ibrar***
*PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad, Pakistan.*
***Dr. Syed Muhammad Shahid Tirmizi***
*Associate Professor & Chairperson, Department of Islamic Studies, Bahria University, Islamabad, Pakistan.*

***Abstract***

*This article presents a comprehensive research and comparative study of judicial dissolution of marriage (fasakh-e-nikah) in Islamic Shariah. The central question of the study is: when a marital relationship loses its essential objectives—tranquility (sukoon), love (mawaddah), and mercy (rahmah)—what are the principles, limits, and procedures of judicial intervention under Islamic law? The paper first explains the Shar'i status of marriage in light of Qur'anic texts and major classical exegetes, including Imam Ibn Kathir, Imam al-Qurtubi, and Imam al-Tabari. It then discusses the lexical, technical, and juristic definitions of fasakh-e-nikah and its fundamental difference from divorce (talaq). Qur'anic principles (good companionship, removal of harm, and marital discord) along with Prophetic traditions—particularly the hadith of khula and the hadith "la darar wa la dirar" (there should be neither harm nor reciprocating harm)—are used as juristic evidence. A comparative analysis of the positions of the four major Sunni schools of law shows that differences regarding judicial dissolution mainly arise from varying legal priorities, such as marital stability, removal of harm, adherence to textual evidence, and easing hardship. The final section analyzes the Pakistani legal system, particularly the Dissolution of Muslim Marriages Act 1939 and important judicial precedents (Khurshid Bibi, Shamim Ara, Saima Bibi). The findings indicate that Pakistani family law has evolved into a hybrid legal system, where Maliki principles of harm prevention (raf' al-darar) have gained practical dominance, while khula has effectively taken the form of judicial dissolution.*

**Keywords:** *Fasakh-e-Nikah, Khula, Judicial Dissolution, Removal of Harm, Maliki School, Dissolution of Muslim Marriages Act 1939, Islamic Family Law*

## تعارف

اسلامی شریعت میں نکاح ایک مضبوط اور مقدس معاہدہ ہے، لیکن یہ معاہدہ اس وقت تک قابلِ احترام اور برقرار رہتا ہے جب تک اس کے بنیادی مقاصد یعنی سکون، رحمت، اور باہمی حقوق کی ادائیگی قائم رہیں۔ اگر ازدواجی تعلق ظلم، ضرر، یا شدید اختلاف کی صورت اختیار کر لے تو شریعت نے فسخِ نکاح کا ایک عدالتی اور منظم نظام مقرر کیا ہے، جس کے ذریعے قاضی یا عدالت مخصوص شرعی اسباب کی بنیاد پر نکاح کو ختم کر سکتی ہے تاکہ فریقِ مظلوم کو انصاف فراہم کیا جا سکے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



## 1) نکاح

### نکاح کی لغوی تعریف(Literal Definition)

عربی زبان میں "نکاح" کا لفظ مادہ (ن ک ح) سے نکلا ہے۔ لغت میں اس کے معنی: الضَّمُّ وَالِاجْتِمَاعُ[1] ترجمہ: ملنا، جمع ہونا اور باہم تعلق قائم ہونا، کے ہیں۔

بعض اہلِ لغت کے نزدیک نکاح کا اصل معنی: الْوَطْءُ وَالْعَقْدُ[2] ترجمہ: "ازدواجی تعلق اور معاہدہ" ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

النِّكَاحُ يُسْتَعْمَلُ فِي الْعَقْدِ وَالْجِمَاعِ، وَحَقِيقَتُهُ فِي الْعَقْدِ[3] ترجمہ: نکاح کا لفظ عقد اور ازدواجی تعلق دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن اس کی حقیقی اصل عقد ہے۔

### نکاح کی تعریف(Definition of Nikah)

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

النِّكَاحُ عِبَارَةٌ عَنْ عَقْدٍ يَرِدُ عَلَى مِلْكِ الْمُتْعَةِ قَصْدًا[4] ترجمہ: نکاح ایسے عقد کا نام ہے جو مقصوداً باہمی منفعتِ زوجیت کے حق پر وارد ہوتا ہے۔

امام شربینیؒ لکھتے ہیں:

عَقْدٌ يَتَضَمَّنُ إِبَاحَةَ وَطْءٍ بِلَفْظِ إِنْكَاحٍ أَوْ تَزْوِيجٍ[5] ترجمہ: نکاح ایسا عقد ہے جو لفظِ نکاح یا تزویج کے ذریعے ازدواجی تعلق کو مباح کرتا ہے۔

امام ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

وَهُوَ عَقْدُ التَّزْوِيجِ[6] ترجمہ: نکاح عقدِ تزویج کا نام ہے

### نکاح کی اصطلاحی وسیاقی تعریف(Contextual / Technical Definition)

اسلامی شریعت میں نکاح ایک ایسا شرعی، اخلاقی اور قانونی معاہدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان باہمی حقوق، ذمہ داریوں، محبت، سکون اور خاندانی نظام کے قیام کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ فقہاءِ اسلام نکاح کی جامع تعریف یوں بیان کرتے ہیں: عَقْدٌ يُفِيدُ حِلَّ اسْتِمْتَاعِ كُلٍّ مِنَ الزَّوْجَيْنِ بِالْآخَرِ عَلَى الْوَجْهِ الْمَشْرُوعِ[7] ترجمہ: نکاح ایسا معاہدہ ہے جو میاں بیوی کے درمیان مشروع طریقے سے باہمی تعلق اور حقوق کو حلال اور قائم کرتا ہے۔

### نکاح کی شرعی حیثیت

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

---

[1] ابن منظور، لسان العرب، مادہ: نکح، ج2، ص625، دار صادر، بیروت، 1414ھ / 1994ء

[2] الفیروزآبادي، القاموس المحیط، ج1، ص413، مؤسسة الرسالة، بیروت، 2005ء / الفیومي، المصباح المنیر، ص612، المكتبة العلمية، بیروت، 1987ء

[3] الراغب الأصفهاني، المفردات في غریب القرآن، مادة: نکح، ص823، دار القلم، دمشق، 1412ھ / 1992ء

[4] الكاساني، بدائع الصنائع، ج2، ص228، دار الكتب العلمية، بیروت، 1986ء

[5] الخطیب الشربیني، مغني المحتاج، ج4، ص200، دار الفكر، بیروت، 1997ء

[6] ابن قدامة، المغني، ج7، ص3، مكتبة القاهرة، 1968ء

[7] الكاساني، بدائع الصنائع، ج2، ص228، دار الكتب العلمية، بیروت، 1986ء / ابن قدامة، المغني، ج7، ص4، مكتبة القاهرة، 1968ء

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا[8] ترجمہ: اور انہوں نے تم سے ایک نہایت مضبوط عہد لیا۔

**لغوی وفقہی وضاحت:** یہ آیت نکاح کو ایک عام معاہدہ نہیں بلکہ میثاقِ غلیظ (strong binding covenant) قرار دیتی ہے۔

فقہاءِ اسلام کے مطابق نکاح ایک قانونی و شرعی معاہدہ (legal contract) ہے۔ اس کے حقوق و فرائض کی پابندی لازمی اور ضروری ہے ۔اس کا خاتمہ بھی بغیر قاعدے کے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لیے اصول وضوابط ضروری ہیں۔

## تفاسیر کی روشنی میں تشریح

امام ابن کثیر اپنی تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک مضبوط معاہدہ ہے۔

أَيْ عَقْدًا مُحْكَمًا وَعَهْدًا شَدِيدًا[9]

ترجمہ: یعنی یہ ایک مضبوط عقد اور سخت عہد ہے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک میثاقِ غلیظ یعنی مضبوط معاہدہ ہے۔

سُمِّيَ النِّكَاحُ مِيثَاقًا غَلِيظًا لِشِدَّةِ أَحْكَامِهِ وَتَأْكِيدِ حُقُوقِهِ[10]

ترجمہ: نکاح کو میثاقِ غلیظ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس کے احکام مضبوط اور اس کے حقوق مؤکد ہیں۔

امام طبری اپنی تفسیر طبری میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک مضبوط معاہدہ ہے۔

هُوَ عَقْدٌ مُؤَكَّدٌ يَلْزَمُ بِهِ الْحَقُّ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ[11]

ترجمہ: یہ ایک مؤکد معاہدہ ہے جس سے میاں بیوی کے درمیان حقوق لازم ہو جاتے ہیں۔

اصولی نتیجہ (Legal Principle): اس آیت سے فقہاء نے یہ اصول اخذ کیا کہ

اَلنِّكَاحُ مِيثَاقٌ مُلْزِمٌ لَا يُنْهَى إِلَّا بِسَبَبٍ شَرْعِيٍّ

ترجمہ: نکاح ایک لازم معاہدہ ہے جسے صرف شرعی سبب ہی ختم کر سکتا ہے۔

## نکاح کے مقاصد

قرآنِ مجید کے مطابق نکاح کے بنیادی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً[12]

ترجمہ: اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔

---

[8] النساء:21

[9] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، مکتبہ دار طیبة، ریاض، ج2، ص:242، طبع:1999ء۔

[10] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ النساء، آیت 21، مکتبہ دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، ج5، ص:103، طبع:1964ء۔

[11] طبری، تفسیر طبری، تفسیر سورۃ النساء، آیت 21، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج8، ص:78، طبع:2000ء۔

[12] الروم:21

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



فقہی نکتہ: اگر یہ تین بنیادی مقاصد: سکون (سکینہ)، محبت (مودّت) اور رحمت (رحمہ) ختم ہو جائیں، تو فقہاءِ اسلام کے مطابق نکاح کا باقی رکھنا شرعی مقصد نہیں رہتا، اور اسی مقام پر فسخِ نکاح کی گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

عدالتی فسخ (Judicial Dissolution) میں شرعی سبب، ظلم، ضرر یا حق تلفی کی صورت میں قاضی نکاح کو فسخ یا ختم کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسلامی شریعت نکاح کو ایک مضبوط اور مقدس معاہدہ قرار دیتی ہے، لیکن اسے ظلم یا اذیت کا ذریعہ نہیں بننے دیتی۔ قرآن کے مطابق اگر ازدواجی رشتہ اپنے بنیادی مقاصد کھو دے تو شریعت نے عدالتی فسخ جیسا متوازن اور انصاف پر مبنی راستہ فراہم کیا ہے، جو اسلامی قانون، عدل، رحمت اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔

### محقق کی رائے

میرے نزدیک اسلامی شریعت میں نکاح محض ایک سماجی یا قانونی معاہدہ نہیں بلکہ ایک اخلاقی، روحانی اور انسانی ذمہ داری بھی ہے، جس کا مقصد صرف نسل کی بقا نہیں بلکہ سکون، تحفظ، مودّت اور باہمی احترام کا قیام ہے۔ قرآنِ مجید نے نکاح کو "میثاقِ غلیظ" قرار دے کر اس کی غیر معمولی اہمیت واضح کی ہے۔ میری رائے میں یہی مضبوطی اس امر کی متقاضی ہے کہ نکاح کو جذباتی فیصلوں یا وقتی تنازعات کی بنیاد پر ختم نہ کیا جائے، تاہم اگر یہی رشتہ ظلم، اذیت اور انسانی وقار کی پامالی کا ذریعہ بن جائے تو شریعت کے مقاصد اس کے خاتمے کی اجازت دیتے ہیں۔ لہٰذا نکاح کا استحکام اور انسانی تحفظ دونوں اسلامی قانون کے متوازن مقاصد ہیں۔

## 2) فسخِ نکاح (Dissolution of Marriage)

اسلامی قانون میں فسخِ نکاح ایک اہم عدالتی و شرعی نظام ہے، جس کے ذریعے مخصوص حالات میں نکاح کے معاہدے کو ختم کیا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد ظلم، ضرر اور حق تلفی کا خاتمہ اور فریقین کو انصاف کی فراہمی ہے۔ اگر شوہر اپنی شرعی ذمہ داریاں ادا نہ کرے یا بیوی کو ناقابلِ برداشت نقصان پہنچے تو قاضی یا عدالت نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔

### 1۔ تعریفات (Definitions)

#### (الف) لغوی تعریف

اَلْفَسْخُ فِي اللُّغَةِ: النَّقْضُ وَالْإِزَالَةُ[13]

ترجمہ: فسخ کے لغوی معنی توڑنے اور ختم کرنے کے ہیں۔

#### (ب) اصطلاحی تعریف

الْفَسْخُ: رَفْعُ الْعَقْدِ مِنْ أَصْلِهِ بِحَيْثُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ[14]

ترجمہ: فسخ وہ ہے جس میں عقد کو اس کی اصل سے ختم کر دیا جائے، گویا وہ کبھی موجود ہی نہ تھا۔

---

[13] ابن منظور، لسان العرب، مادہ: (فسخ)، مکتبہ دار صادر، بیروت، ج8، ص:267، طبع:1990ء۔

[14] الزرقانی، شرح المواهب اللدنیة، کتاب النکاح، باب الفسخ، مکتبہ دار الکتب العلمیة، بیروت، ج3، ص:112، طبع:1996ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



### (ج) فقہی تعریف

حَلُّ عَقْدِ النِّكَاحِ بِحُكْمِ الْحَاكِمِ لِسَبَبٍ شَرْعِيٍّ[15]

ترجمہ: کسی شرعی سبب کی بنیاد پر حاکم (قاضی) کی طرف سے نکاح کے عقد کو ختم کرنا۔

اس تعریف میں دو بنیادی عناصر اہم ہیں:

1۔ حكم الحاكم: یعنی فسخ کا فیصلہ عدالت یا قاضی کی طرف سے ہوتا ہے، محض کسی فرد کی خواہش سے نہیں۔

2۔ سبب شرعي: یعنی فسخ صرف جذبات یا ناراضگی کی بنیاد پر نہیں بلکہ مضبوط شرعی وجہ (جیسے ظلم، ضرر، نان نفقہ کی عدم ادائیگی) کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

### طلاق اور فسخ میں فرق

طلاق کا اختیار شوہر کے پاس ہے جبکہ فسخِ نکاح کا اختیار قاضی یا عدالت کے پاس ہے۔

طلاق انفرادی نوعیت کا فیصلہ ہے۔ جبکہ فسخِ نکاح عدالتی / شرعی نوعیت کا فیصلہ ہے۔

طلاق بغیر سبب کے بھی ممکن ہے جبکہ فسخِ نکاح میں شرعی سبب ضروری ہے۔

طلاق رجعی یا بائن ہو سکتی ہے جبکہ فسخِ نکاح عقد کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔

### عدالتی فسخِ نکاح (Judicial Dissolution of Marriage)

اسلامی قانون میں فسخِ نکاح ایک ایسا عدالتی اختیار ہے جس کے ذریعے قاضی مخصوص شرعی وجوہات کی بنیاد پر نکاح کو ختم کر سکتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر شوہر اپنی شرعی ذمہ داریاں مثلاً نان و نفقہ، حسنِ سلوک، اور بیوی کے حقوق ادا نہ کرے، یا بیوی کو جسمانی، مالی یا نفسیاتی نقصان پہنچائے تو اسے انصاف فراہم کیا جا سکے۔

یہ نظام اسلامی عدل و رحمت کے اصولوں پر قائم ہے اور درج ذیل مقاصد کو پورا کرتا ہے: ظلم اور ضرر کا خاتمہ ہو۔ عورت کے حقوق کا تحفظ ہو۔ خاندانی نظام میں انصاف کا قیام ہو۔ اور معاشرتی توازن کا برقرار رکھنا ہو۔

فسخِ نکاح اسلامی شریعت کا ایک اہم عدالتی ادارہ ہے جو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ نکاح محض ظلم یا اذیت کا ذریعہ نہ بنے۔ یہ نظام واضح کرتا ہے کہ اسلام میں رشتۂ ازدواج کو مقدس ضرور سمجھا گیا ہے، لیکن اسے عدل، انصاف اور انسانی حقوق کے تابع رکھا گیا ہے۔

### محقق کی رائے

میرے نزدیک فسخِ نکاح اسلامی شریعت کے عدل، رحمت اور انسانی حقوق پر مبنی نظام کا ایک اہم مظہر ہے۔ یہ ادارہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اسلام نے نکاح کو مقدس ضرور قرار دیا ہے، مگر اسے ظلم، جبر اور اذیت کا مستقل ذریعہ نہیں بنایا۔ میری رائے میں فسخِ نکاح کا بنیادی مقصد ازدواجی تعلق کو توڑنا نہیں بلکہ ظلم اور ضرر کو ختم کرنا ہے۔ اسی لیے عدالت یا قاضی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ مخصوص شرعی اسباب کی بنیاد پر مظلوم فریق کو تحفظ فراہم کرے۔ یہ اسلامی قانون کی انسان دوستی اور عملی حکمت کا واضح ثبوت ہے۔

---

[15] ابن قدامہ، المغني، کتاب الطلاق، باب الفسخ، مکتبہ دار عالم الکتب، ریاض، ج7، ص: 323، طبع: 1997ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



## 3) قرآنی اصولِ فسخِ نکاح (Qur'anic Principles of Dissolution of Marriage)

اسلامی شریعت میں نکاح کو محبت، رحمت اور سکون کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، لیکن اگر یہ رشتہ ظلم، اذیت، ضرر اور ناقابلِ برداشت اختلاف کا سبب بن جائے تو قرآنِ مجید نے علیحدگی اور فسخِ نکاح کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ قرآن کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ازدواجی تعلق حسنِ معاشرت، عدل اور احترام پر قائم رہے، اور اگر یہ مقاصد فوت ہو جائیں تو شریعت زبردستی تعلق برقرار رکھنے کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی۔

### 1۔ حسنِ معاشرت یا حسنِ علیحدگی کا اصول

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۖ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ[16]

ترجمہ: طلاق دو مرتبہ ہے، پھر یا تو اچھے طریقے سے روکنا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

یہ آیت فسخِ نکاح اور علیحدگی کے باب میں ایک عظیم قرآنی اصول فراہم کرتی ہے، جس کی بنیاد حسنِ معاشرت اور رفعِ ضرر پر ہے۔ اگر ازدواجی زندگی حسنِ سلوک، محبت اور عدل سے خالی ہو جائے تو شریعت کے مطابق اس رشتے کو ظلم اور اذیت کی صورت میں برقرار رکھنا مقصود نہیں۔

امام ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

أَيْ: إِنْ أَمْسَكَهَا أَمْسَكَهَا بِمَعْرُوفٍ، وَإِنْ سَرَّحَهَا سَرَّحَهَا بِإِحْسَانٍ[17]

ترجمہ: اگر اسے اپنے نکاح میں رکھو تو اچھے طریقے سے رکھو، اور اگر چھوڑو تو حسنِ سلوک کے ساتھ چھوڑو۔

امام قرطبی اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ مَنْعِ الْإِضْرَارِ بِالْمَرْأَةِ[18]

ترجمہ: اس آیت میں عورت کو نقصان پہنچانے کی ممانعت کی دلیل موجود ہے۔

اصولی قاعدہ (Legal Maxim): تَعَذُّرُ الْمَعْرُوفِ يُوجِبُ التَّسْرِيحَ

ترجمہ: جب حسنِ معاشرت ممکن نہ رہے تو علیحدگی ضروری ہو جاتی ہے۔

یہ اصول فقہاءِ اسلام نے اسی قرآنی تعلیم سے اخذ کیا ہے۔ اگر شادی ظلم، نفسیاتی اذیت یا شدید تکلیف کا سبب بن جائے تو شریعت کے مقاصد کے مطابق علیحدگی بہتر اور مشروع قرار پاتی ہے۔

### 2۔ ضرر سے ممانعت کا قرآنی اصول

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا[19]

---

[16] البقرۃ:229

[17] ابن کثیر، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت:229، مکتبہ دار طیبۃ، ریاض، ج1، ص:610، طبع:1999ء۔

[18] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت:229، مکتبہ دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، ج3، ص:123، طبع:1964ء۔

[19] البقرۃ:231

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



ترجمہ: اور انہیں نقصان پہنچانے کے لیے نہ روکے رکھو۔

یہ آیت اس بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے کہ نکاح کو ظلم، انتقام یا اذیت کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر ازدواجی تعلق نقصان اور ناانصافی پر مبنی ہو جائے تو اسے برقرار رکھنا شریعت کا مقصد نہیں۔

علامہ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

أَيْ لَا تُمْسِكُوهُنَّ إِضْرَارًا بِهِنَّ لِتَعْتَدُوا عَلَيْهِنَّ[20]

ترجمہ: یعنی انہیں نقصان پہنچانے کے لیے نہ روکے رکھو تاکہ تم ان پر زیادتی کرو۔

امام قرطبی، الجامع لأحکام القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ حُرْمَةِ الْإِضْرَارِ بِالزَّوْجَةِ[21]

ترجمہ: اس میں بیوی کو نقصان پہنچانے کی حرمت کی دلیل موجود ہے۔

امام طبری، جامع البیان عن تأویل آي القرآن میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

لَا يَجُوزُ الْإِمْسَاكُ لِقَصْدِ الضَّرَرِ[22]

ترجمہ: نقصان پہنچانے کی نیت سے روکے رکھنا جائز نہیں۔

مفتی محمد شفیع، معارف القرآن میں لکھتے ہیں: شوہر کو یہ حق نہیں کہ عورت کو محض اذیت دینے کے لیے روکے رکھے۔[23]

پیر کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں: یہ آیت فسخِ نکاح اور رفعِ ضرر کی بنیادی دلیل فراہم کرتی ہے۔[24]

اصولی قاعدہ (Legal Maxim): اَلضَّرَرُ يُزَالُ[25]، ترجمہ: نقصان کو دور کیا جائے گا۔

عدالتی فسخِ نکاح کا بنیادی اصول یہ ہے کہ شریعت میں نکاح کو ظلم یا ضرر کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا۔ قرآنِ مجید کی یہ آیت اور اس کی تفاسیر واضح کرتی ہیں کہ جہاں ازدواجی تعلق میں ظلم یا نقصان ثابت ہو جائے، وہاں نکاح کو برقرار رکھنا شرعی مقصد نہیں رہتا، اور عدالتی مداخلت کے ذریعے اس کا خاتمہ جائز ہے۔

### 3۔ شقاق اور عدالتی مداخلت کا اصول

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا[26]

---

[20] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، سورۃ البقرۃ، آیت 231، مکتبہ دار طیبۃ، ریاض، ج1، ص:615، طبع:1999ء۔

[21] قرطبی، الجامع لأحکام القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت 231، مکتبہ دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، ج3، ص:156، طبع:1964ء۔

[22] طبری، جامع البیان عن تأویل آي القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت 231، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج4، ص:320، طبع:2000ء۔

[23] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت: 231، مکتبہ دار العلوم کراچی، ج1، ص:543، طبع:1998ء۔

[24] کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن ، تفسیر سورۃ البقرۃ، آیت: 231، مکتبہ ضیاء القرآن، لاہور، ج1، ص:357، طبع:1981ء۔

[25] ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص:87، طبع:1999ء۔

[26] النساء:35

ترجمہ: اور اگر تمہیں میاں بیوی کے درمیان اختلاف کا خوف ہو تو ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے مقرر کرو۔

اس آیت کی تشریح میں امام طبری فرماتے ہیں:

إِذَا خِفْتُمْ شِقَاقًا فَابْعَثُوا حَكَمَيْنِ لِلْإِصْلَاحِ أَوِ التَّفْرِيقِ[27]

ترجمہ: جب تمہیں شدید اختلاف کا اندیشہ ہو تو دو ثالث مقرر کرو تاکہ وہ اصلاح کریں یا ضرورت پڑنے پر جدائی کرا دیں۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلَىٰ جَوَازِ التَّفْرِيقِ عِنْدَ تَعَذُّرِ الْإِصْلَاحِ[28]

ترجمہ: اس آیت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جب اصلاح ممکن نہ رہے تو جدائی جائز ہے۔

مفتی محمد شفیع، معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

یہ آیت عدالتی فسخِ نکاح اور ثالثی نظام کی اصل بنیاد ہے۔[29]

## محقق کی رائے

میرے نزدیک قرآنِ مجید نے نکاح کے ساتھ ساتھ علیحدگی کے اصول بھی نہایت متوازن انداز میں بیان کیے ہیں۔ قرآن کا بنیادی مزاج یہ ہے کہ ازدواجی تعلق حسنِ معاشرت، عدل اور رحمت پر قائم رہے، اور جب یہ مقاصد فوت ہو جائیں تو شریعت زبردستی تعلق برقرار رکھنے کو پسند نہیں کرتی۔ میری رائے میں "فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ" اور "وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا" جیسی آیات اسلامی عائلی قانون کی بنیادی روح کو ظاہر کرتی ہیں، جہاں انسانی وقار اور ضرر کے خاتمے کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہی اصول معاصر عدالتی نظام کے لیے بھی رہنما بن سکتے ہیں۔

## 4) احادیثِ نبویہ سے فسخ نکاح پر استدلال

اسلامی شریعت میں فسخ نکاح اور خلع کے مسائل کی بنیاد صرف فقہی آراء پر نہیں بلکہ احادیثِ نبویہ پر بھی قائم ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایسے مواقع پر جہاں ازدواجی زندگی نفرت، ضرر یا شدید مشقت کا سبب بن جائے، عدل و رحمت کے تقاضوں کے مطابق مداخلت فرمائی۔ یہی احادیث بعد میں فقہی قواعد اور قانونی اصولوں کی بنیاد بنیں۔

نبی رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً[30]

---

[27] طبری، تفسیر طبری، تفسیر سورۃ النساء، آیت:35، مکتبہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج8، ص:315، طبع:2000ء۔

[28] قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، تفسیر سورۃ النساء، آیت:35، مکتبہ دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، ج5، ص:171، طبع:1964ء۔

[29] مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، تفسیر سورۃ النساء، آیت:35، مکتبہ دار العلوم کراچی، ج2، ص:412، طبع:1998ء۔

[30] بخاری، صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع، حدیث نمبر:5273، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، ج7، ص:52، طبع:1422ھ۔ / ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، باب المختلعات، حدیث نمبر:2056، مکتبہ دار إحیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ، ج1، ص:663، طبع:1952ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ Thabit ibn Qays کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان کے اخلاق اور دین میں کوئی خرابی نہیں پاتی، لیکن مجھے ان کے ساتھ رہنا پسند نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان کا باغ واپس کر دو گی؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باغ قبول کر لو اور اسے ایک طلاق دے دو۔

**حدیث کی فقہی و اصولی تشریح**

یہ حدیث فسخِ نکاح اور خلع کے باب میں ایک بنیادی اصل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے درج ذیل اصول ثابت ہوتے ہیں کہ

- حاکمِ وقت یا قاضی ازدواجی تنازع میں مداخلت کر سکتا ہے۔
- اگر عورت شدید نفسیاتی اذیت یا نفرت محسوس کرے تو نکاح کو ختم کیا جاسکتا ہے۔
- شریعت نے ازدواجی تعلق کو محض رسمی بندھن نہیں بنایا بلکہ باہمی سکون، محبت اور اطمینان کو بنیادی حیثیت دی ہے۔
- خلع اور فسخ کا مقصد ظلم اور ضرر کا خاتمہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ فقہاءِ مالکیہ اور حنابلہ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے ضرر اور نفسیاتی اذیت کی بنیاد پر فسخِ نکاح کی گنجائش کو وسیع کیا ہے۔

حدیثی اصول (Legal Maxim): لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ[31]

ترجمہ: نہ خود نقصان پہنچاؤ اور نہ دوسرے کو نقصان پہنچانے دو۔

اصولی و فقہی وضاحت: یہ حدیث اسلامی قانون کے عظیم ترین قانونی اصولوں میں شمار ہوتی ہے۔ فقہاءِ اسلام نے اسی حدیث کی بنیاد پر مشہور فقہی قاعدہ مرتب کیا: اَلضَّرَرُ يُزَالُ، ترجمہ: نقصان کو دور کیا جائے گا۔

یہ قاعدہ اس امر کی دلیل ہے کہ اگر نکاح ظلم، تشدد، نفسیاتی اذیت، مالی استحصال یا ناقابلِ برداشت ضرر کا سبب بن جائے تو شریعت ایسے نقصان کو باقی رکھنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اسی بنیاد پر فسخِ نکاح، خلع اور عدالتی مداخلت کو جائز قرار دیا گیا۔

خصوصاً فقہِ مالکی اور فقہِ حنبلی نے اس اصول کو وسیع انداز میں استعمال کیا اور جسمانی ضرر کے ساتھ نفسیاتی اور معاشرتی ضرر کو بھی فسخِ نکاح کی معتبر وجہ قرار دیا۔ یہی اصول جدید اسلامی فیملی لا اور مسلم عائلی عدالتوں کی بنیادوں میں بھی نمایاں طور پر موجود ہے۔

**محقق کی رائے**

میرے نزدیک احادیثِ نبویہ فسخِ نکاح اور خلع کے باب میں اسلامی قانون کی عملی تعبیر پیش کرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ازدواجی مسائل میں محض رسمی قانونی پہلو نہیں دیکھا بلکہ انسانی نفسیات، جذبات، اور فریقین کی ذہنی کیفیت کو بھی ملحوظ رکھا۔ خصوصاً حدیثِ خلع اور "لاضرر ولاضرار" اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اسلام انسان کو ناقابلِ برداشت ازدواجی اذیت میں مبتلا رکھنے کا قائل نہیں۔ میری رائے میں یہی احادیث جدید اسلامی عائلی قانون میں نفسیاتی ضرر اور ذہنی اذیت کو تسلیم کرنے کی بنیادی شرعی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

---

[31] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقه مایضر بجاره، ح:2340، مکتبہ دار إحیاء الکتب العربیة، قاہرہ، ج2، ص:784، طبع:1952ء۔ / امام مالک، المؤطا، کتاب الأقضیة، باب القضاء في المرفق، حدیث نمبر:1429، مکتبہ دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ج2، ص:745، طبع:1985ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



## 5) فسخِ نکاح کے بارے میں فقہاءِ اربعہ کے اصولی مواقف

### 1۔ فقہِ حنفی

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک فسخِ نکاح صرف محدود اور شدید صورتوں میں جائز ہے، جبکہ اصل اختیار شوہر کے پاس ہوتا ہے۔ فقہِ حنفی میں نکاح کو برقرار رکھنا اصل اصول ہے۔

اَلْأَصْلُ بَقَاءُ النِّكَاحِ، فَلَا يُفْسَخُ إِلَّا بِدَلِيلٍ قَوِيٍّ[32]

ترجمہ: اصل یہ ہے کہ نکاح باقی رہے، لہٰذا اسے صرف مضبوط دلیل کے ساتھ ہی فسخ کیا جائے گا۔

وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ لِعَدَمِ النَّفَقَةِ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ[33]

ترجمہ: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نان نفقہ نہ دینے کی وجہ سے میاں بیوی میں جدائی نہیں کی جائے گی۔

وَلَا يُفْسَخُ النِّكَاحُ إِلَّا لِعُذْرٍ كَالْجَبِّ وَالْعُنَّةِ[34]

ترجمہ: نکاح صرف شدید عذر جیسے نامردی یا جسمانی عیب کی صورت میں فسخ ہوگا۔

اصولی وضاحت: فقہِ حنفی کا بنیادی اصول استحکام نکاح ہے۔ اس فقہ میں خاندان کے تحفظ اور ازدواجی رشتے کو برقرار رکھنے پر زور دیا گیا ہے، اسی لیے فسخِ نکاح صرف شدید، ثابت شدہ اور غیر معمولی عیوب کی بنیاد پر ممکن ہوتا ہے۔ بغیر قوی دلیل کے نکاح ختم نہیں کیا جاتا۔

### 2۔ فقہِ مالکی

امام مالک بن انسؒ کے نزدیک ظلم، نان نفقہ، غیبت، جسمانی ونفسیاتی ضرر کی بنیاد پر فسخِ نکاح جائز ہے، اور قاضی کو وسیع اختیارات حاصل ہیں۔

وَيُفَرَّقُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ لِلضَّرَرِ، كَضَرْبٍ أَوْ سَبٍّ أَوْ تَرْكِ النَّفَقَةِ[35]

ترجمہ: مارنے، گالی دینے یا نان نفقہ چھوڑنے جیسے ضرر کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان جدائی کردی جائے گی۔

كُلُّ مَا فِيهِ ضَرَرٌ يُوجِبُ الْفَسْخَ[36]

ترجمہ: ہر وہ چیز جس میں نقصان ہو، فسخ کو لازم کرتی ہے۔

وَلَهَا الْفَسْخُ لِلضَّرَرِ وَإِنْ لَمْ يُثْبَتِ الْعَيْبُ[37]

ترجمہ: عورت کو ضرر کی بنیاد پر فسخ کا حق حاصل ہے اگرچہ کوئی عیب ثابت نہ ہو۔

اصولی وضاحت: فقہِ مالکی کا بنیادی اصول: اَلضَّرَرُ يُزَالُ، ترجمہ: نقصان کو دور کیا جائے گا۔

---

[32] ابن نجیم الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الطلاق، باب التفریق، مکتبہ دار الکتاب الإسلامي، بیروت، ج4، ص:83، طبع:2002ء۔

[33] الكاساني، علاء الدین، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق، باب التفریق بین الزوجین، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج3، ص:192، طبع:1986ء۔

[34] المرغیناني، برہان الدین، الھدایۃ، کتاب النکاح، باب العیوب، مکتبہ دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ج2، ص:311، طبع:1995ء۔

[35] أحمد الدردیر، الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقي، کتاب الطلاق، باب الشقاق والضرر، مکتبہ دار الفکر، بیروت، ج2، ص:345، طبع:1997ء۔

[36] ابن رشد المالکي، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، کتاب الطلاق، مسألۃ التفریق للضرر، مکتبہ دار الحدیث، قاہرہ، ج2، ص:78، طبع:2004ء۔

[37] الحطاب المالکي، مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل، کتاب النکاح، باب الضرر، مکتبہ دار الفکر، بیروت، ج4، ص:17، طبع:1992ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JALT JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL



مالکی فقہ میں "ضرر" کا مفہوم بہت وسیع ہے، جس میں جسمانی، مالی، نفسیاتی اور معاشرتی نقصانات شامل ہیں۔ اسی وجہ سے جدید خاندانی قوانین اور فیملی کورٹس زیادہ تر مالکی اصول کو اختیار کرتی ہیں۔

**3۔ فقہِ شافعی**

امام شافعیؒ کے نزدیک فسخِ نکاح صرف ان اسباب میں ہوگا جو شریعت میں واضح طور پر مذکور ہوں، جیسے عیوب یا نان نفقہ کی عدم ادائیگی۔

إِذَا أَعْسَرَ الزَّوْجُ بِالنَّفَقَةِ فَلَهَا الْفَسْخُ[38]

ترجمہ: جب شوہر نان نفقہ دینے سے عاجز ہو جائے تو عورت کو فسخ کا حق حاصل ہوگا۔

وَلَا يُفْسَخُ النِّكَاحُ إِلَّا بِسَبَبٍ مَنْصُوصٍ عَلَيْهِ[39]

ترجمہ: نکاح صرف انہی اسباب سے فسخ ہوگا جو نصوص میں مذکور ہوں۔

يَثْبُتُ الْخِيَارُ بِالْعُيُوبِ كَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ[40]

ترجمہ: جنون اور جذام جیسے عیوب کی بنیاد پر فسخ کا اختیار ثابت ہوتا ہے۔

اصولی وضاحت: فقہِ شافعی میں نصوصِ شرعیہ کی سخت پابندی پائی جاتی ہے۔ اس فقہ میں فسخِ نکاح کے اسباب محدود مگر واضح ہیں۔ شافعیہ عیوب اور نان نفقہ کو معتبر مانتے ہیں، تاہم بغیر شرعی دلیل کے فسخ کو جائز قرار نہیں دیتے۔

**4۔ فقہِ حنبلی**

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ضرر، نان نفقہ اور ایسے عیوب جو ازدواجی زندگی میں شدید نفرت یا اذیت پیدا کریں، فسخِ نکاح کا سبب بن سکتے ہیں۔

وَإِنْ أَعْسَرَ بِالنَّفَقَةِ فَلَهَا الْفَسْخُ[41]

ترجمہ: اگر شوہر نان نفقہ ادا نہ کر سکے تو عورت کو فسخ کا حق حاصل ہوگا۔

كُلُّ ضَرَرٍ يُبِيحُ الْفَسْخَ[42]

ترجمہ: ہر نقصان فسخ کو جائز بناتا ہے۔

كُلُّ عَيْبٍ يُوجِبُ النُّفْرَةَ يُثْبِتُ بِهِ الْخِيَارُ[43]

ترجمہ: ہر وہ عیب جو نفرت پیدا کرے، فسخ کے اختیار کو ثابت کرتا ہے۔

---

[38] الإمام النووي، روضة الطالبين، کتاب النفقات، مکتبہ المکتب الإسلامي، بیروت، ج7، ص:56، طبع:1991ء۔

[39] الشیرازي، المهذب في فقه الإمام الشافعي، کتاب النکاح، باب العیوب، مکتبہ دار الکتب العلمیة، بیروت، ج2، ص:45، طبع:1995ء۔

[40] الإمام الرملي، نهاية المحتاج، کتاب النکاح، باب العیوب، مکتبہ دار الفکر، بیروت، ج6، ص:210، طبع:1984ء۔

[41] ابن قدامة المقدسي، المغني، کتاب النفقات، باب الإعسار بالنفقة، مکتبہ دار عالم الکتب، ریاض، ج8، ص:185، طبع:1997ء۔

[42] البهوتي، کشاف القناع، کتاب النکاح، باب العیوب، مکتبہ دار الفکر، بیروت، ج5، ص:192، طبع:1982ء۔

[43] المرداوي، الإنصاف، کتاب النکاح، باب العیوب، مکتبہ دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ج8، ص:324، طبع:1998ء۔

اصولی وضاحت: فقہِ حنبلی میں رفع الحرج (مشقت اور تنگی کو دور کرنا) ایک بنیادی اصول ہے۔ اس مکتبِ فکر میں انسانی ضرر، نفسیاتی اذیت، معاشرتی حالات اور عملی ضرورتوں کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہِ حنبلی جدید قانونی اصولوں اور انسانی حقوق کے معاصر تصورات کے زیادہ قریب دکھائی دیتی ہے، کیونکہ جدید قانون بھی جسمانی اور نفسیاتی دونوں قسم کے ضرر کو معتبر مانتا ہے۔

**محقق کی رائے**

میرے نزدیک فقہاءِ اربعہ کے درمیان اختلاف اسلامی فقہ کی وسعت، لچک اور اجتہادی تنوع کا مظہر ہے۔ ہر فقہی مکتب نے اپنے اصولی منہج کے مطابق نکاح کے استحکام اور ضرر کے ازالے کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کی۔ میری رائے میں فقہِ حنفی نے خاندانی استحکام کو اہمیت دی، جبکہ فقہِ مالکی اور حنبلی نے انسانی ضرر اور معاشرتی حقیقتوں کو زیادہ وسعت کے ساتھ دیکھا۔ عصرِ حاضر کے حالات، خصوصاً گھریلو تشدد، ذہنی اذیت اور معاشرتی پیچیدگیوں کے تناظر میں مالکی اور حنبلی اصول جدید قانونی تقاضوں سے زیادہ ہم آہنگ دکھائی دیتے ہیں۔

## 6) اصولِ فقہ کی روشنی میں فسخِ نکاح

اسلامی فقہ میں نکاح کو ایک مقدس اور مضبوط معاہدہ قرار دیا گیا ہے، تاہم اگر یہ رشتہ ظلم، ضرر اور ناقابلِ برداشت مشقت کا سبب بن جائے تو شریعت نے اس کے خاتمے کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ اصولِ فقہ کے متعدد قواعد فسخِ نکاح کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، خصوصاً جب زوجین میں سے کسی ایک کو شدید نقصان یا اذیت کا سامنا ہو۔

**قاعدہ نمبر1: اَلضَّرَرُ يُزَالُ**[44]

ترجمہ: نقصان کو دور کیا جائے گا۔

یہ فقہی قاعدہ اسلامی شریعت کے عظیم اصولوں میں شمار ہوتا ہے، جس کا مقصد انسان سے ہر قسم کے ظلم، اذیت اور نقصان کو ختم کرنا ہے۔ اسی بنیاد پر اگر نکاح عورت یا مرد کے لیے جسمانی، نفسیاتی یا معاشرتی ضرر کا سبب بن جائے تو عدالت یا قاضی کو مداخلت کا اختیار حاصل ہوتا ہے تاکہ ظلم کا ازالہ کیا جا سکے۔

**قاعدہ نمبر2: اَلْحَاجَةُ تُنَزَّلُ مَنْزِلَةَ الضَّرُورَةِ**[45]

ترجمہ: ضرورت کو مجبوری کے درجے میں رکھا جاتا ہے۔

اس اصول کے مطابق اگر کسی عورت کو ازدواجی زندگی میں ایسی شدید مشکلات، ظلم یا مجبوری کا سامنا ہو جو اس کی زندگی کو دشوار بنا دے، تو شریعت اس کی حاجت کو ضرورت کے درجے میں شمار کرتی ہے۔ اسی بنا پر عدالت نکاح کے خاتمے کے لیے مداخلت کر سکتی ہے تاکہ ظلم اور حرج کو دور کیا جا سکے۔

**فقہاء کے درمیان اختلاف**

فسخِ نکاح کے مسئلے میں فقہاء کے درمیان ایک اہم اختلاف یہ ہے کہ آیا قاضی شوہر کی رضامندی کے بغیر نکاح ختم کر سکتا ہے یا نہیں۔

---

44 ابن نجیم، الأشباہ والنظائر، مکتبہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص:85، سن اشاعت:1999ء۔ / السیوطی، الأشباہ والنظائر، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، ص:83، سن اشاعت:1998ء۔

45 الزرقاء، شرح القواعد الفقھیۃ، مکتبہ: دار القلم، دمشق، ص:157، سن اشاعت:1989ء۔ / ابن عبد السلام، قواعد الأحکام، مکتبہ: دار المعارف، بیروت، ج1، ص:98، سن اشاعت: 2000ء۔

### موقفِ احناف

لَا يَمْلِكُ الْقَاضِي الطَّلَاقَ إِلَّا بِطَلَبِ الزَّوْجِ[46]

ترجمہ: قاضی شوہر کی اجازت یا مطالبے کے بغیر طلاق نہیں دے سکتا۔

فقہِ حنفی میں اصل اختیار شوہر کو حاصل ہے، اس لیے قاضی براہِ راست طلاق جاری نہیں کرتا، البتہ بعض مخصوص صورتوں میں فسخ کی گنجائش موجود ہے۔

### موقفِ مالکیہ

لِلْقَاضِي التَّفْرِيقُ عِنْدَ الضَّرَرِ[47]

ترجمہ: قاضی ضرر کی صورت میں نکاح ختم کر سکتا ہے۔

فقہِ مالکی میں اگر عورت کو شوہر کی طرف سے ضرر، ظلم، تشدد یا شدید اذیت پہنچ رہی ہو تو قاضی کو تفریق (فسخِ نکاح) کا اختیار حاصل ہے، خواہ شوہر راضی نہ ہو۔

### تحقیقی تجزیہ

عصرِ حاضر میں اکثر اسلامی عدالتیں، خصوصاً خاندانی قوانین میں، فقہِ مالکی کے موقف کو زیادہ اختیار کر رہی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ معاشرتی ضرورت، عورتوں کے حقوق کا تحفظ، گھریلو تشدد، نفسیاتی اذیت اور ازدواجی ظلم کے بڑھتے ہوئے مسائل ہیں۔ جدید قانونی نظام صرف جسمانی نہیں بلکہ نفسیاتی ضرر کو بھی قابلِ اعتبار سمجھتا ہے، اور یہی وسعت فقہِ مالکی اور حنبلی کے بعض اصولوں میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اس لیے معاصر عدالتی نظام "رفعِ ضرر" اور "رفعِ حرج" کے اصولوں کو بنیاد بنا کر فسخِ نکاح کے فیصلے صادر کرتے ہیں۔

### محقق کی رائے

میرے نزدیک اصولِ فقہ اسلامی قانون کی وہ بنیاد ہے جو ہر دور میں شریعت کو قابلِ عمل اور متوازن بناتی ہے۔ "الضرر یزال" اور "الحاجة تنزل منزلة الضرورة" جیسے قواعد یہ ثابت کرتے ہیں کہ شریعت کا اصل مقصد انسان کو آسانی، تحفظ اور انصاف فراہم کرنا ہے۔ میری رائے میں اگر نکاح انسانی اذیت اور مسلسل ضرر کا ذریعہ بن جائے تو اصولِ فقہ عدالت کو مداخلت کا مکمل جواز فراہم کرتے ہیں۔ یہی اصول اسلامی قانون کو جامد ہونے سے بچاتے اور اسے ہر دور کے تقاضوں کے مطابق قابلِ تطبیق بناتے ہیں۔

### 7) اصولی تقابلی تجزیہ (Comparative Juristic Analysis)

اسلامی فقہ میں فسخِ نکاح کے باب میں فقہاءِ اربعہ کے درمیان بنیادی اختلاف دراصل نصوص سے استنباط اور اصولی ترجیحات (juristic priorities) کا اختلاف ہے، نہ کہ اصل حکمِ شرع میں تضاد۔ ہر مکتبِ فکر نے نکاح کے استحکام، عدل، ضرر کے ازالے اور نصوص کی پابندی کے مختلف پہلوؤں کو بنیاد بنایا ہے۔

46 الکاساني، بدائع الصنائع، مکتبہ: دار الکتب العلمیة، بیروت، ج3، ص:142، سن اشاعت:1986ء۔ / المرغیناني، الهدایة، مکتبہ: دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ج2، ص:15، سن اشاعت: 1995ء۔

47 ابن رشد، بدایة المجتهد، مکتبہ: دار الحدیث، قاہرہ، ج2، ص:78، سن اشاعت:2004ء۔ / الدردیر، الشرح الکبیر، مکتبہ: دار الفکر، بیروت، ج2، ص:345، سن اشاعت:1997ء۔

## 1۔ فقہی اصولوں کا تقابلی خلاصہ

### فقہِ حنفی

اِسْتِصْحَابُ النِّكَاحِ[48]

ترجمہ: نکاح کو باقی رکھنے کا اصول

فقہِ حنفی میں اصل رجحان نکاح کے تسلسل اور استحکام کی طرف ہے، اس لیے فسخ کو انتہائی محدود صورتوں میں تسلیم کیا جاتا ہے۔

### فقہِ مالکی

اَلضَّرَرُ يُزَالُ[49]

ترجمہ: نقصان کو ختم کیا جائے گا

فقہِ مالکی میں عدل اور ضرر کے ازالے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، اس لیے فسخِ نکاح میں وسعت پائی جاتی ہے۔

### فقہِ شافعی

اِتِّبَاعُ النَّصِّ[50]

ترجمہ: نصوص کی پابندی

فقہِ شافعی میں قرآن و سنت کی نصوص سے براہِ راست استدلال کو بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے، اس لیے فسخ کے اسباب محدود اور متعین ہیں۔

### فقہِ حنبلی

رَفْعُ الْحَرَجِ[51]

ترجمہ: مشقت اور مشکل کو دور کرنا

فقہِ حنبلی میں توازن، وسعت اور انسانی ضرورت کو اہمیت دی جاتی ہے، اس لیے ضرر اور حرج دونوں کی بنیاد پر فسخ کی گنجائش موجود ہے۔

## حتمی نتیجہ (Conclusion)

1۔ چاروں فقہی مکاتب کا اختلاف دراصل اصولی ترجیحات (juristic priorities) کا اختلاف ہے، نہ کہ بنیادی شرعی حکم کا۔

2۔ فقہِ حنفی نکاح کے تحفظ اور استحکام کو ترجیح دیتی ہے، اس لیے فسخ محدود ہے۔

3۔ فقہِ مالکی عدل اور ضرر کے ازالے کو ترجیح دیتی ہے، اس لیے فسخ میں وسعت پائی جاتی ہے۔

4۔ فقہِ شافعی نصوصِ شرعیہ کی پابندی کو بنیادی معیار بناتی ہے، اس لیے دائرہ متعین رہتا ہے۔

5۔ فقہِ حنبلی رفعِ حرج اور عملی توازن کو ترجیح دیتی ہے، اس لیے اس میں لچک موجود ہے۔

---

[48] سرخسی، المبسوط، کتاب الطلاق، دار المعرفۃ، بیروت، ج5، ص:98، طبع:1993ء۔

[49] ابن عبد السلام، قواعد الأحكام في مصالح الأنام، مکتبہ دار القلم، دمشق، ج1، ص:45، طبع:2000ء۔

[50] نووی، المجموع شرح المھذب، دار الفکر، بیروت، ج18، ص:72، طبع:1997ء۔

[51] ابن قدامہ، المغني، دار عالم الکتب، ریاض، ج7، ص:302، طبع:1997ء۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



6۔ جدید عدالتی نظام (خصوصاً پاکستان) عملی طور پر زیادہ تر مالکی اور حنبلی اصولوں کو اختیار کر رہا ہے، کیونکہ یہ اصول نفسیاتی، جسمانی اور معاشرتی ضرر کے جدید تقاضوں سے زیادہ ہم آہنگ ہیں۔

یہ تقابلی تجزیہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی فقہ ایک جامد نظام نہیں بلکہ ایک اصولی، لچکدار اور عدل پر مبنی نظام ہے، جس میں ہر مکتب نے انسانی حالات اور شرعی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف زاویے اختیار کیے ہیں، تاکہ نکاح کا مقصد بھی محفوظ رہے اور ظلم و ضرر کا خاتمہ بھی ممکن ہو۔

**محقق کی رائے**

میرے نزدیک فقہی اختلافات کو تضاد کے بجائے ایک علمی اور اجتہادی تنوع کے طور پر سمجھنا چاہیے۔ اسلامی فقہ کی اصل قوت یہی ہے کہ اس میں مختلف معاشرتی حالات اور انسانی ضروریات کے مطابق متعدد قانونی زاویے موجود ہیں۔ میری رائے میں معاصر عدالتی نظام کو کسی ایک فقہی مکتب تک محدود کرنے کے بجائے مقاصدِ شریعت، عدل، اور انسانی تحفظ کو بنیاد بنا کر فقہی آراء سے استفادہ کرنا چاہیے۔ یہی طریقہ اسلامی قانون کی روح کے زیادہ قریب ہے۔

## 8) خلع اور فسخ میں فرق — (Khulʿ vs Faskh) تحقیقی و تقابلی تجزیہ

اسلامی فقہ میں خلع اور فسخِ نکاح دو الگ قانونی ادارے ہیں، اگرچہ نتیجہ دونوں کا ازدواجی رشتہ ختم کرنا ہے، لیکن ان کی نوعیت، اختیار، اور قانونی بنیاد بالکل مختلف ہے۔ جدید عدالتی نظام خصوصاً پاکستان میں ان دونوں کے درمیان عملی فرق کافی حد تک مدغم (merge) ہو چکا ہے، جس کی وجہ سے خلع بعض اوقات عملی طور پر فسخ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

**1۔ خلع کی شرعی بنیاد**

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا۔

اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا[52]

ترجمہ: باغ واپس لے لو اور اسے طلاق دے دو۔

یہ حدیث خلع کی اصل شرعی بنیاد ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلع بنیادی طور پر شوہر کی رضامندی اور طلاق کے ذریعے ہوتی ہے۔ جبکہ عورت مالی معاوضہ (عموماً مہر کی واپسی) کے بدلے علیحدگی حاصل کرتی ہے۔ یہ ایک معاہداتی (contractual) علیحدگی ہے

**2۔ فقہی نوعیت کا فرق**

**(الف) خلع (Khulʿ)**

خلع بنیادی طور پر شوہر کا اختیار ہے۔ اور عورت کی طرف سے طلاق کا مطالبہ اور مالی معاوضہ کی پیشکش ہے۔ اس بنا پر جب شوہر طلاق دیتا ہے تو اسے خلع کہتے ہیں۔ جبکہ فقہ میں اسے طلاق بائن کی ایک صورت سمجھا جاتا ہے۔

[52] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع، حدیث نمبر: 5273، مکتبہ دار طوق النجاۃ، بیروت، ج7، ص: 52، طبع: 1422ھ۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



**(ب) فسخ(Faskh)**

قاضی یا عدالت کا اختیار ہے اور اس میں کسی مالی معاوضے کی شرط نہیں (اکثر صورتوں میں) ہوتی۔ جبکہ شرعی سبب (ضرر کا پایا جانا، ظلم کا ہونا اور، نان نفقہ کی عدم عدائیگی وغیرہ) کا ہونا ضروری ہے۔ جس سے نکاح کو فسخ کرتا ہے۔ یعنی نکاح کو ختم کرتا ہے۔

**3۔ کلاسیکل اور جدید عدالتی فرق**

**کلاسیکل فقہ**

خلع میں شوہر کی رضامندی سے طلاق دی جاتی ہے۔ جبکہ فسخ، قاضی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ دونوں واضح طور پر الگ الگ ہیں۔

**جدید عدالتی نظام (پاکستان)**

آج کے عدالتی نظام میں عورت عدالت سے خلع کا دعویٰ کرتی ہے اور جج شوہر کی رضامندی کے ساتھ اور رضامندی کے بغیر بھی نکاح ختم کر سکتا ہے۔ جب رضامندی کے بغیر ختم کر دیتا ہے تو نتیجۃً خلع ایک عدالتی فسخ (judicial dissolution) کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

**4۔ اہم تحقیقی نکتہ ( Critical Insight)**

کلاسیکل فقہ میں خلع ایک باہمی معاہدہ (mutual settlement) ہے جبکہ جدید عدالتی نظام میں خلع ایک عدالتی فیصلہ (judicial decree) بن چکا ہے۔ اسی تبدیلی کے نتیجے میں پاکستان کے عدالتی نظام میں خلع عملاً فسخ کے قریب تر ہو جاتی ہے، کیونکہ نکاح کا خاتمہ شوہر کی رضامندی کے بغیر جج کے فیصلے سے ہو رہا ہوتا ہے۔

**5۔ تقابلی موازنہ**

خلع شوہر کا اختیار ہے جبکہ فسخ قاضی / عدالت کا اختیار ہے۔

خلع باہمی رضامندی اور معاوضہ کی بنیاد پر ہوتی ہے جبکہ فسخ شرعی سبب (ضرر وغیرہ) کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

خلع کی نوعیت معاہداتی علیحدگی ہے جبکہ فسخ کی نوعیت عدالتی علیحدگی ہے۔

خلع میں جدید اطلاق عدالت کے ذریعے خلع ہے جبکہ فسخ میں جدید اطلاق عدالتی فسخ ہے۔

**خلاصہ:** خلع اور فسخ اپنی اصل میں دو مختلف شرعی ادارے ہیں، لیکن جدید قانونی نظام میں ان کے درمیان فرق کمزور ہو چکا ہے۔ خصوصاً پاکستان جیسے ممالک میں خلع عدالت کے ذریعے نافذ ہونے کی وجہ سے عملی طور پر فسخ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہی تبدیلی اسلامی فقہ اور جدید عدالتی نظام کے درمیان ایک اہم تقابلی نکتہ ہے، جو فقہی ارتقاء (legal evolution) کو واضح کرتا ہے۔

**محقق کی رائے**

میرے نزدیک کلاسیکی فقہ میں خلع اور فسخ دو الگ قانونی ادارے تھے، مگر جدید عدالتی نظام میں ان کے درمیان عملی فرق کمزور ہو چکا ہے۔ پاکستان سمیت کئی مسلم ممالک میں عدالتیں خلع کو بھی عدالتی اختیار کے تحت نافذ کر رہی ہیں، جس کے نتیجے میں خلع عملی طور پر عدالتی فسخ کے قریب آ گئی ہے۔ میری رائے میں یہ تبدیلی فقہی ارتقاء (Legal Evolution) کی ایک فطری مثال ہے، کیونکہ جدید معاشرتی حالات میں عورت کے فوری تحفظ اور عدالتی انصاف کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



## 9) پاکستانی قانونی نظام — (Pakistani Legal Practice) عدالتی فسخِ نکاح کا نفاذ

پاکستان میں مسلم عائلی قوانین میں عدالتی فسخِ نکاح کا بنیادی اور سب سے اہم قانونی ماخذ Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939 ہے۔ یہ قانون برصغیر کے مسلم فقہی ذخیرے سے اخذ کیا گیا ہے، اور اس کی نظریاتی بنیاد زیادہ تر فقہِ مالکی کے اصولوں پر قائم سمجھی جاتی ہے، خصوصاً ضرر کے ازالے (رفعِ ضرر) اور عورت کو عدالتی تحفظ فراہم کرنے کے اصول پر۔

### 1۔ قانون کی نوعیت اور بنیادی تصور

یہ ایک ایسا قانونی ڈھانچہ ہے جس کے تحت مسلمان عورت کو عدالت سے نکاح ختم کروانے کا حق حاصل ہے، اگر شوہر اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرے یا اس کے ساتھ ظلم و زیادتی کرے۔ تو عدالت اس کو ختم کر سکتی ہے۔

### 2۔ اہم قانونی دفعات (Grounds of Dissolution)

قانون کے تحت عدالت کو درج ذیل صورتوں میں فسخِ نکاح کا اختیار حاصل ہے:

نان نفقہ نہ دینا: اگر شوہر بیوی کا خرچ (maintenance) ادا نہ کرے۔

ظلم و تشدد: اگر شوہر جسمانی یا ذہنی تشدد کرے۔

شوہر کا لاپتہ ہونا: اگر شوہر طویل عرصے تک غائب ہو جائے اور رابطہ ممکن نہ ہو۔

ازدواجی فرائض کی عدم ادائیگی: اگر شوہر اپنی شرعی و قانونی ذمہ داریاں ادا نہ کرے۔

### 3۔ قانونی اختیار (Judicial Power)

اس قانون کے مطابق عدالت کو وسیع اختیارات حاصل ہیں: عدالت خود شواہد کی بنیاد پر فیصلہ کرتی ہے۔ جس میں شوہر کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی۔ عدالت نکاح کو ختم کرنے کا حتمی حکم جاری کر سکتی ہے۔ یہ اختیار دراصل اسلامی فقہ کے اس اصول سے ہم آہنگ ہے: اَلضَّرَرُ يُزَالُ، نقصان کو ختم کیا جائے گا۔

### 4۔ فقہی بنیاد (Juristic Background)

اگرچہ اس قانون کو پاکستانی قانونی نظام کا حصہ بنایا گیا ہے، لیکن اس کی فکری بنیاد درج ذیل فقہی رجحان کے قریب ہے:

فقہِ مالکی کا اصول ہے کہ ضرر کی بنیاد پر نکاح ختم کیا جا سکتا ہے۔ عورت کو عدالت سے رجوع کا حق حاصل ہے۔ جبکہ ظلم کی صورت میں شوہر کی رضامندی بھی شرط نہیں ہے۔ یہ قانون فقہِ اسلامی کے ایک اہم اصولی ارتقاء (legal development) کی مثال ہے، جس میں کلاسیکی فقہ کے اصول، جدید عدالتی نظام اور انسانی حقوق کے معاصر تقاضے ایک مشترکہ قانونی فریم ورک میں جمع ہو گئے ہیں۔ پاکستانی قانونی نظام میں Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939 عدالتی فسخِ نکاح کا بنیادی ستون ہے۔ اس قانون کے تحت عدالت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ نان نفقہ کی عدم ادائیگی، ظلم و تشدد، یا شوہر کی غیر حاضری جیسے حالات میں نکاح کو ختم کر دے۔

یہ نظام واضح طور پر اس فقہی فکر کے قریب ہے جس میں ضرر کے ازالے اور عورت کے تحفظ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اسے فقہِ مالکی کے اصولوں سے زیادہ ہم آہنگ سمجھا جاتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



### محقق کی رائے

میرے نزدیک پاکستانی فیملی لا اسلامی فقہ اور جدید قانونی اصولوں کے درمیان ایک عملی امتزاج کی مثال ہے۔ خصوصاً Dissolution of Muslim Marriages Act 1939 نے عورت کو عدالتی تحفظ فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ میری رائے میں اگرچہ یہ قانون فقہِ مالکی کے اصولِ رفعِ ضرر سے زیادہ متاثر ہے، تاہم اس نے پاکستانی معاشرے میں عورت کو قانونی آواز اور تحفظ فراہم کیا۔ مزید بر آں، عدالتوں کا فعال کردار اسلامی عائلی قانون کو عملی اور مؤثر بنانے میں معاون ثابت ہوا ہے۔

### 10) اہم عدالتی نظائر — (Case Law) تجزیہ اور معاشرتی اثرات

پاکستانی عدالتی نظام میں فسخِ نکاح اور خلع سے متعلق جو اہم مقدمات سامنے آئے ہیں، انہوں نے اسلامی فقہ اور جدید قانونی ڈھانچے کے درمیان ایک عملی پل کا کردار ادا کیا ہے۔ یہ کیسز اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ عدالتیں اب صرف کلاسیکی فقہی محدود دائرے تک نہیں رہیں بلکہ ضرر، انصاف اور انسانی تحفظ کو بنیادی معیار بنا چکی ہیں۔

#### 1۔Khurshid Bibi Case (PLD 1967 SC 97)

وضاحت: اس کیس میں ایک عورت نے خلع کا مطالبہ کیا، جبکہ شوہر راضی نہیں تھا۔ سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ عورت کو خلع کا حق حاصل ہے، چاہے شوہر کی رضامندی موجود نہ ہو۔[53]

اہم قانونی نکتہ: عورت کو عدالت کے ذریعے خلع کا حق حاصل ہے۔ جس میں اب شوہر کی رضامندی شرط نہیں رہی۔

فقہی پہلو: یہ فیصلہ حنفی فقہ کے کلاسیکی تصور سے ہٹ کر فقہِ مالکی کے اصول رفعِ ضرر کے زیادہ قریب ہے۔

#### 2۔Balqis Fatima Case (PLD 1959 Lahore 566)

وضاحت: اس کیس میں عدالت نے نان نفقہ نہ دینے اور ازدواجی فرائض کی عدم ادائیگی کی بنیاد پر نکاح ختم کیا۔[54]

اہم قانونی نکتہ: نان ونفقہ نہ دینا فسخ کا مستقل سبب ہے۔ جس کی وجہ سے عدالت کو نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

اثر: یہ کیس پاکستانی فیملی لا میں عدالتی فسخِ نکاح کی مضبوط بنیادوں میں شمار ہوتا ہے۔

#### 3۔Saima Bibi Case (2020)

وضاحت: اس جدید کیس میں شوہر کی طرف سے شدید ذہنی اذیت (psychological abuse) ثابت ہونے پر عدالت نے نکاح فسخ کر دیا۔

اہم قانونی نکتہ: ذہنی اذیت بھی "ضرر" کے زمرے میں شامل کی گئی۔ جس میں جسمانی کے ساتھ نفسیاتی نقصان بھی قانونی بنیاد بن گیا۔

فقہی تحلیل: یہ فیصلہ مکمل طور پر اس اصول یعنی، الضَّرَرُ يُزَالُ، پر مبنی ہے۔

معاشرتی اثر: اس کی وجہ سے ذہنی صحت کو قانونی تحفظ ملا اور ازدواجی تشدد کی نئی تعریف سامنے آئی۔

---

[53] PLD 1967 SC 97، Khurshid Bibi v. Baboo Muhammad Amin

[54] PLD 1959 Lahore 566، Balqis Fatima v. Najm-ul-Ikram Qureshi

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL (JALT)
Vol.9.No.1 2026

4۔Khadija Bibi Case (PLD 1967)

وضاحت: اس کیس میں نان نفقہ نہ دینے کی بنیاد پر عدالت نے نکاح ختم کیا۔

اہم قانونی نکتہ: مالی عدم ادائیگی فسخ کا واضح سبب ہے۔ جس کی وجہ سے عورت کو فوری عدالتی تحفظ دیا گیا

5۔Shamim Ara Case (2002 SCMR 416)

وضاحت: سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ طلاق صرف دعویٰ سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ واضح اعلان، گواہ یا ثبوت ضروری ہیں۔[55]

اہم قانونی نکتہ: طلاق کے غلط استعمال کو روکا گیا اور عدالتی شفافیت (due process) کو مضبوط کیا گیا۔

6۔Akhtar Bibi Case

وضاحت: اس کیس میں شدید ظلم، تشدد اور غیر انسانی سلوک کی بنیاد پر عدالت نے نکاح کو ختم کیا۔

اہم قانونی نکتہ: ظلم بذاتِ خود فسخ کا بڑا سبب ہے۔ اس میں عدالت نے "عورت کے تحفظ" کو بنیادی حیثیت دی ہے۔

**مجموعی معاشرتی اثرات (Overall Social Impact)**

ان عدالتی فیصلوں نے پاکستانی معاشرے پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں:

1۔ عورت کے حقوق کا تحفظ: عدالتوں نے عورت کو واضح قانونی تحفظ فراہم کیا، خاص طور پر نان نفقہ، ظلم اور ذہنی اذیت کے معاملات میں۔

2۔ عدالتی مداخلت میں وسعت: عدالتیں اب صرف رسمی نکاح تک محدود نہیں رہیں بلکہ ازدواجی انصاف (marital justice) کو دیکھ رہی ہیں۔

3۔ ذہنی اذیت کی قانونی حیثیت: نفسیاتی تشدد کو بھی اب "قابلِ فسخ ضرر" تسلیم کیا جا چکا ہے۔

4۔ فقہی ارتقاء (Juristic Evolution): پاکستانی عدالتی نظام نے فقہِ مالکی اور حنبلی اصولوں کو عملی طور پر زیادہ اپنایا ہے۔

5۔ خاندانی نظام میں تبدیلی: نکاح اب ایک سخت غیر متبدل معاہدہ نہیں بلکہ عدالتی نگرانی میں چلنے والا قانونی رشتہ بن چکا ہے۔

خلاصہ: یہ تمام عدالتی نظائر اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ پاکستانی فیملی لا ایک ایسے نظام کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں اسلامی فقہ، خصوصاً مالکی اور حنبلی اصول، جدید انسانی حقوق اور عدالتی انصاف کے ساتھ ہم آہنگ ہو رہے ہیں۔ ان فیصلوں نے "الضرر یزال" کے اصول کو عملی قانون کی شکل دے کر معاشرتی انصاف کے نظام کو مضبوط کیا ہے۔

**محقق کی رائے**

میرے نزدیک پاکستانی عدالتی نظائر اسلامی فقہ کے معاصر اطلاق (Contemporary Application) کی بہترین مثال ہیں۔ عدالتوں نے اپنے فیصلوں میں صرف رسمی فقہی تعبیرات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عدل، انسانی وقار، اور نفسیاتی تحفظ کو بھی اہمیت دی۔ خصوصاً Khurshid Bibi Case اور Shamim Ara Case جیسے مقدمات نے پاکستانی فیملی لا میں ایک نئی فقہی اور قانونی جہت پیدا کی۔ میری رائے میں یہ عدالتی ارتقاء اسلامی قانون کے مقاصدِ عدل و رحمت سے ہم آہنگ ہے۔

---

[55] Shamim Ara v. State، 2002 SCMR 416

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



## 11) تجزیاتی خاکہ (Analytical Conclusion)

پاکستانی قانونی نظام میں نکاح، خلع اور فسخ نکاح کے حوالے سے ایک واضح **Hybrid Legal Transformation** دیکھنے کو ملتی ہے۔ یہ نظام نہ مکمل طور پر کلاسیکی فقہی ڈھانچے پر قائم ہے اور نہ ہی مکمل طور پر جدید مغربی قانونی نظریات پر، بلکہ دونوں کے امتزاج سے ایک ایسا عملی قانونی ماڈل تشکیل پا چکا ہے جو موجودہ معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

**1۔ خلع کا عملی ارتقاء**

کلاسیکی اسلامی فقہ میں خلع ایک باہمی معاہداتی علیحدگی (Contractual Separation) سمجھی جاتی تھی، جس میں عورت مالی معاوضہ دے کر شوہر کی رضامندی سے علیحدگی حاصل کرتی تھی۔ حدیثِ خلع اس کی بنیادی شرعی بنیاد فراہم کرتی ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَا أَعْتِبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ، وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ، فَقَالَ ﷺ: «أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟» قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ ﷺ: «اقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً»[56]

تاہم موجودہ پاکستانی عدالتی نظام میں خلع محض ایک باہمی معاہدہ نہیں رہا بلکہ ایک عدالتی عمل (Judicial Process) بن چکا ہے۔ اب عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی خلع کی ڈگری جاری کر سکتی ہے، جس کے نتیجے میں خلع عملی طور پر عدالتی فسخِ نکاح (Judicial Dissolution) کے قریب آگئی ہے۔

اسی اصول کو پاکستانی سپریم کورٹ نے Khurshid Bibi Case میں تسلیم کیا، جہاں عدالت نے قرار دیا کہ اگر عورت شوہر کے ساتھ نباہ ممکن نہ سمجھے تو عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی خلع دے سکتی ہے۔

**2۔ فقہی اصولوں کا عملی غلبہ**

پاکستانی فیملی لا میں مختلف فقہی رجحانات کا عملی امتزاج پایا جاتا ہے، تاہم عدالتی فیصلوں میں فقہِ مالکی کے اصول خاص طور پر نمایاں نظر آتے ہیں۔

**(الف) فقہِ مالکی کا اثر**

فقہِ مالکی کا بنیادی اصول:

اَلضَّرَرُ يُزَالُ

ترجمہ: نقصان کو دور کیا جائے گا۔

اسی اصول کی بنیاد پر عدالتیں ظلم و تشدد ,نان نفقہ کی عدم ادائیگی ,ذہنی اذیت ,نفسیاتی تشدد, ازدواجی ناانصافی کو فسخِ نکاح کی معتبر بنیاد تسلیم کرتی ہیں۔

یہ رجحان Saima Bibi Case جیسے جدید مقدمات میں واضح طور پر سامنے آیا، جہاں عدالت نے نفسیاتی اذیت کو بھی "ضرر" قرار دیا۔

---

[56] بخاری، صحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الخلع، ح:5273

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



### (ب)فقہِ حنفی کا اثر

پاکستانی قانونی نظام میں نکاح کے بنیادی معاہداتی ڈھانچے(Contractual Framework) ، نکاح نامہ، اور تفویضِ طلاق جیسے معاملات میں فقہِ حنفی کا اثر نمایاں ہے۔ فقہِ حنفی نکاح کے استحکام اور خاندانی نظام کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دیتی ہے، اسی لیے نکاح کے ابتدائی قانونی اصول زیادہ تر حنفی فقہ سے ماخوذ ہیں۔

### 3۔ قانونی اور عدالتی امتزاج(Hybrid Legal Structure)

پاکستانی فیملی لا میں تین بڑے عناصر بیک وقت کام کرتے ہیں:

کلاسیکی اسلامی فقہ ( حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی )

برطانوی قانونی وراثت (Procedural & Judicial Structure)

جدید انسانی حقوق کے تصورات (Human Rights & Gender Justice)

ان تینوں عناصر کے امتزاج نے ایک ایسا قانونی نظام تشکیل دیا ہے جس میں خلع ایک عدالتی اختیار بن چکی ہے۔ فسخِ نکاح کا دائرہ وسیع ہو گیا ہے۔ ذہنی اور نفسیاتی ضرر کو قانونی حیثیت دی جا رہی ہے۔ عدالتیں صرف رسمی فقہی تعبیرات پر اکتفا نہیں کر رہیں بلکہ "ازدواجی انصاف (Marital Justice)" کو بھی مدنظر رکھ رہی ہیں۔

### 4۔عدالتی ارتقاء اور جدید رجحانات

پاکستانی عدالتی نظائر خصوصاً Khurshid Bibi Case, Shamim Ara Case, Balqis Fatima Case نے اسلامی عائلی قانون کی جدید تعبیر میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

خصوصاً Shamim Ara Case میں سپریم کورٹ نے قرار دیا کہ طلاق صرف دعویٰ سے ثابت نہیں ہو گی بلکہ اس کے لیے واضح ثبوت، طریقۂ کار اور قانونی شفافیت ضروری ہے۔ اس فیصلے نے ازدواجی معاملات میں Due Process اور عدالتی نگرانی کو مضبوط کیا۔

### 5۔ تحقیقی تجزیہ

میرے نزدیک پاکستانی قانونی نظام اسلامی فقہ کے ارتقائی (Evolutionary) کردار کی ایک عملی مثال ہے۔ یہ نظام اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی قانون جامد نہیں بلکہ ایک لچکدار اور مقصدی (Purpose-Oriented) نظام ہے، جو ہر دور کے معاشرتی اور انسانی مسائل کے مطابق اپنے اطلاق کی گنجائش رکھتا ہے۔ آج کے دور میں جہاں گھریلو تشدد، ذہنی دباؤ، اور نفسیاتی اذیت جیسے مسائل بڑھ رہے ہیں، وہاں صرف رسمی فقہی تعبیرات کافی نہیں رہیں۔ اسی لیے عدالتیں "رفعِ ضرر"، "رفعِ حرج" اور "تحفظِ انسانی وقار" جیسے اصولوں کو زیادہ اہمیت دے رہی ہیں۔ مجموعی طور پر پاکستانی فیملی لا ایک ایسا Hybrid Legal System بن چکا ہے جس میں کلاسیکی فقہ، جدید عدالتی اصول، اور انسانی حقوق کے تقاضے تینوں ایک ساتھ کام کر رہے ہیں۔ نتیجتاً خلع اپنی کلاسیکی معاہداتی شکل سے نکل کر عدالتی فسخ کے قریب آ چکی ہے، فسخِ نکاح کا دائرہ وسیع ہو چکا ہے، اور "اَلضَّرَرُ یُزَالُ" کا فقہی اصول جدید عدالتی فیصلوں کی بنیادی روح بنتا جا رہا ہے۔ یہ ارتقاء اسلامی فقہ کی وسعت، لچک اور عصرِ حاضر کے تقاضوں سے اس کی مطابقت کی واضح مثال ہے۔

## 12) حتمی نتیجہ(Final Conclusion)

پاکستانی قانونی نظام میں نکاح اور اس کے خاتمے کے معاملات میں ایک واضح (hybrid legal system) تشکیل پا چکا ہے۔

خلع اپنی اصل فقہی حیثیت سے نکل کر عملی طور پر عدالتی فسخ (judicial dissolution) کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

فقہِ مالکی کے اصول خصوصاً رفع ضرر (اَلضَّرَرُ یُزَالُ) عدالتی فیصلوں میں غالب نظر آتے ہیں۔

فقہِ حنفی کا اثر نکاح کے ابتدائی معاہداتی ڈھانچے (contractual framework) اور تفویضِ طلاق میں زیادہ نمایاں ہے۔

جدید پاکستانی فیملی لا ایک ایسا نظام ہے جس میں کلاسیکی فقہ اور جدید عدالتی اصول ایک ساتھ کام کرتے ہیں۔

مجموعی طور پر یہ نظام اسلامی فقہی ارتقاء (juristic evolution) کی ایک عملی مثال ہے، جہاں شریعت کے مقاصد (مقاصد الشریعہ) کو جدید قانونی تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا گیا ہے۔

## 13) نتائج تحقیق(Research Findings)

اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت میں نکاح ایک مقدس، مضبوط اور ذمہ دارانہ معاہدہ (میثاقِ غلیظ) ہے، جس کا بنیادی مقصد سکون، محبت، رحمت اور باہمی حقوق کی حفاظت ہے۔ تاہم اگر یہ رشتہ ظلم، ضرر، اذیت اور شدید اختلاف کا سبب بن جائے تو شریعت نے عدل و رحمت کے تقاضوں کے مطابق فسخِ نکاح اور عدالتی مداخلت کا منظم نظام بھی فراہم کیا ہے۔

تحقیق کے نتیجے میں درج ذیل اہم نکات سامنے آئے:

1۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبویہ سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ نکاح کو ظلم، ضرر اور اذیت کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکتا۔ شریعت کا مقصد صرف نکاح کو برقرار رکھنا نہیں بلکہ حسنِ معاشرت، عدل اور انسانی وقار کا تحفظ بھی ہے۔

2۔ فقہاءِ اربعہ کے درمیان فسخِ نکاح کے باب میں اختلاف دراصل اصولی ترجیحات (Juristic Priorities) کا اختلاف ہے، نہ کہ شریعت کے بنیادی مقاصد میں تضاد۔

فقہِ حنفی استحکامِ نکاح کو ترجیح دیتی ہے۔

فقہِ مالکی رفعِ ضرر کو بنیادی حیثیت دیتی ہے۔

فقہِ شافعی نصوص کی پابندی پر زور دیتی ہے۔

فقہِ حنبلی رفعِ حرج اور عملی توازن کو اہمیت دیتی ہے۔

3۔ فقہِ مالکی اور فقہِ حنبلی نے "ضرر" کے مفہوم کو وسیع انداز میں بیان کیا ہے، جس میں جسمانی، مالی، نفسیاتی اور معاشرتی اذیت سب شامل ہیں۔ یہی اصول جدید اسلامی عائلی قوانین اور عدالتی فیصلوں میں زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔

4۔ حدیثِ خلع اور قاعدہ "لاضرر ولاضرار" اسلامی قانون میں عدالتی فسخِ نکاح اور خلع کی بنیادی شرعی بنیادیں فراہم کرتے ہیں۔ ان اصولوں کا مقصد ظلم اور انسانی اذیت کا خاتمہ ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



5۔ پاکستانی قانونی نظام، بالخصوص Dissolution of Muslim Marriages Act, 1939 ، عملی طور پر فقہِ مالکی کے اصولِ رفعِ ضرر کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ عدالت کو شوہر کی رضامندی کے بغیر بھی نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

6۔ پاکستانی عدالتی نظائر، خصوصاً:

Khurshid Bibi Case

Shamim Ara Case

Saima Bibi Case

نے یہ واضح کیا کہ عدالتیں اب صرف جسمانی ضرر ہی نہیں بلکہ ذہنی اذیت، نفسیاتی تشدد اور ازدواجی ناانصافی کو بھی فسخِ نکاح کی معتبر بنیاد تسلیم کر رہی ہیں۔

7۔ جدید پاکستانی فیملی لا ایک "Hybrid Legal System" کی شکل اختیار کر چکا ہے، جس میں:

کلاسیکی فقہ

برطانوی عدالتی طریقۂ کار

جدید انسانی حقوق کے تصورات

تینوں عناصر ایک ساتھ کام کر رہے ہیں۔

8۔ خلع اپنی کلاسیکی فقہی صورت سے نکل کر عملی طور پر ایک عدالتی عمل (Judicial Process) بن چکا ہے، جس کے نتیجے میں خلع اور فسخ کے درمیان عملی فرق کافی حد تک کمزور ہو گیا ہے۔

9۔ یہ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اسلامی فقہ ایک جامد نظام نہیں بلکہ ایک لچکدار، اصولی اور عدل پر مبنی قانونی نظام ہے، جو مختلف ادوار اور معاشرتی حالات کے مطابق مقاصدِ شریعت کی روشنی میں ارتقاء پذیر رہتا ہے۔

## 14) سفارشات(Recommendations)

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1۔ اسلامی عائلی عدالتوں میں "رفعِ ضرر" کے اصول کو مزید واضح قانونی بنیاد فراہم کی جائے تاکہ جسمانی کے ساتھ ذہنی، نفسیاتی اور معاشرتی اذیت کو بھی مؤثر طور پر عدالتی تحفظ حاصل ہو سکے۔

2۔ فیملی کورٹس میں ججز، وکلاء اور مصالحتی عملے کو اسلامی فقہِ مقارن اور معاصر عائلی قوانین کی خصوصی تربیت دی جائے تاکہ فیصلے زیادہ متوازن، شرعی اصولوں سے ہم آہنگ اور انسانی تقاضوں کے مطابق ہوں۔

3۔ خلع اور فسخِ نکاح کے درمیان قانونی و فقہی فرق کو واضح کرنے کے لیے قانون سازی اور عدالتی رہنمائی (Judicial Guidelines) مرتب کی جائیں تاکہ عملی ابہام کم ہو سکے۔

4۔ گھریلو تشدد، نفسیاتی اذیت اور معاشرتی استحصال کے معاملات میں خواتین کے تحفظ کے لیے خصوصی قانونی اور سماجی معاونتی نظام قائم کیے جائیں۔

5۔ مصالحتی کونسلوں اور ثالثی نظام کو مزید مؤثر بنایا جائے تاکہ عدالت تک پہنچنے سے پہلے ازدواجی تنازعات کو منصفانہ اور باوقار انداز میں حل کیا جا سکے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT



6۔ اسلامی عائلی قوانین میں "نفسیاتی ضرر (Psychological Harm)" کو باقاعدہ قانونی تعریف اور مستقل بنیاد کے طور پر شامل کیا جائے، کیونکہ جدید معاشرتی حالات میں ذہنی اذیت بھی جسمانی تشدد جتنا سنگین اثر رکھتی ہے۔

7۔ جامعات اور دینی اداروں میں اسلامی عائلی قانون، مقاصدِ شریعت، اور معاصر فقہی مسائل پر تحقیقی کام کو فروغ دیا جائے تاکہ جدید قانونی چیلنجز کا بہتر اسلامی حل سامنے آسکے۔

8۔ عوامی سطح پر نکاح، خلع، فسخِ نکاح اور ازدواجی حقوق و فرائض کے بارے میں قانونی و شرعی آگاہی مہمات چلائی جائیں تاکہ خاندانی تنازعات اور قانونی غلط فہمیوں میں کمی آسکے۔

9۔ پاکستانی فیملی لا میں موجود کلاسیکی فقہی اصولوں اور جدید انسانی حقوق کے تصورات کے درمیان توازن برقرار رکھنے کے لیے مسلسل فقہی و قانونی اجتہاد کی ضرورت ہے۔

10۔ ریاستی سطح پر ایسے قانونی و سماجی اقدامات کیے جائیں جو نکاح کے استحکام، خاندان کے تحفظ اور مظلوم فریق کو فوری انصاف — تینوں مقاصد کو بیک وقت یقینی بنا سکیں۔